# ایمان کی کمزوری —— اسباب اور ازالہ

(قرآن مجید کی روشنی میں)

* محمد جرجیس کریمی

ایمان کے معنی بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر اس کی جملہ صفات کے ساتھ یقین کرنے کے ہیں، جن کا ذکر قرآن مجید اور احادیث نبویہ ؐ میں ہوا ہے۔ ایمان باللہ کی اہمیت یہ ہے کہ اس کے بغیر دین کا تصور ناممکن ہے۔ ایمان کے دیگر اجزاء جیسے قیامت، رسالت، کتاب، ملائکہ یا تقدیر ایمان باللہ کی وسعتیں ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس کائنات کی تخلیق فرمائی اس طرح وہ ایک دن اس کو ختم کر کے دوسری دنیا پیدا کرے گا، اس کو ایمان بالآخرۃ کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح انسان کی زندگی کے لیے تمام مادی وسائل وذرائع فراہم کیے ویسے ہی اس کے لیے ہدایت کا سامان بھی فراہم کیا جس کے تحت اس نے سلسلۂ نبوت ورسالت قائم کیا اور کتابیں اتاریں۔ اس کی بے شمار مخلوقات میں ان ہی ملائکہ یعنی فرشتے بھی ہیں جو غیر مرئی ہیں۔ وہ مدبر الامور ہے اور اس کے تحت اس نے بندوں سے متعلق ان کی پیدائش سے قبل ان کی تقدیر لکھ دی ہے غرض کہ ایمان باللہ دین کا بنیادی پتھر ہے۔ اگر یہ مستحکم ہو تو دیگر اجزاء پر ایمان لانا مشکل نہیں ہے۔

ایمان اور کفر باہم متضاد ہیں اور دونوں طاری ہونے والی چیزیں ہیں جس طرح نیند اور بیداری طاری ہونے والی چیز ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں بار بار ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے معنی یہی ہیں کہ ایمان یعنی ایقان کی کیفیت پیدا کی جائے اور کفر سے بچا جائے، یعنی بے یقینی اور انکار کا رویہ اختیار نہ کیا جائے۔ گویا انسان ایمان لا بھی سکتا ہے اور نہیں بھی لا سکتا ہے:

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ۔

لیکن ایسا نہیں ہے کہ انسان اگر کفر کردے تو اس کے اثرات اس پر نہیں پڑیں گے۔ ایمان سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور کفر سے ناراض ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاِنۡ تَشۡكُرُوۡا يَرۡضَهُ لَكُمۡ‌ؕ وَلَا يَرۡضٰى لِعِبَادِهِ الۡـكُفۡرَ‌ ۚ اِنۡ تَكۡفُرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنۡكُمۡ
(الزمر:۷)

اگر تم کفر کرو تو اللہ تعالیٰ تم سے بے نیاز ہے، لیکن وہ اپنے بندوں کے لیے کفر سے راضی نہیں ہوتا۔ اور اگر تم شکر کرو تو اسے وہ تمھارے لیے پسند کرتا ہے۔ (یا وہ تم سے راضی ہوگا)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "ایمان ایسے ہی پرانا ہو جاتا ہے جیسے کپڑا پرانا ہوتا ہے"۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ " دل میں ایسے ہی زنگ لگ جاتا ہے جیسے لوہے میں زنگ لگتا ہے"۔ دل ایمان کا مرکز ہے۔ اگر وہ زنگ آلود ہو جائے تو گویا ایمان کمزور ہو گیا۔ صحابہ کرامؓ مستقل اپنے ایمان کا جائزہ لیتے رہتے تھے اور اس میں کمزوری سے ڈرتے تھے۔ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے تیس سے زائد صحابہ کرامؓ سے ملاقات کی۔ میں نے دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک ایمان میں کمزوری سے ڈرتا تھا۔ (بخاری، کتاب الایمان)

## کمزوری ایمان کے اسباب

ایمان میں کمزوری اور غفلت پیدا ہونے کے اسباب کا جاننا ضروری ہے کیونکہ اگر مرض کے اسباب کا سدباب نہ کیا جائے تو محض تدبیر سے علاج ممکن نہیں ہے۔ سبب موجود ہو تو مرض کا اعادہ ہوتا رہے گا۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ایمان میں کمزوری کے اسباب کو جان لیا جائے۔ ذیل میں قرآن مجید کی روشنی میں چند اسباب کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے:

### شیطان

شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرر کھا ہے کہ وہ انسان کو گمراہ کرے گا اور انھیں جہنم کا ایندھن بنائے گا۔ شیطان انسان کو مختلف برائیوں کا حکم دیتا ہے اور ان کے سامنے انھیں مزین کر کے پیش کرتا ہے۔ برائیاں مختلف قسم کی ہیں۔ کفر و شرک سے لے کر فحش و منکر کی ہر قسم کی طرف شیطان دعوت دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ ۱۶۸ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (البقرہ : ۱۶۹)

" شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ تمھیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے اور یہ سکھاتا ہے (کہ تم اللہ تعالیٰ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے (کہ وہ اللہ نے فرمائی ہے

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو شیطان کے ارادے سے اس طرح آگاہ کیا ہے :

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (الحشر: ۱۶)

" ان کی مثال شیطان کی سی ہے کہ وہ پہلے انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر اور جب انسان کفر کر بیٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الذمہ ہوں، مجھے تو اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔

آیت کا سیاق بتا رہا ہے کہ یہاں انسان سے مراد صاحب ایمان ہے۔ کیوں کہ کافر تو پہلے سے کفر کا ارتکاب کر رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ کفر پر کفر کا ارتکاب کر سکتا ہے مگر شیطان کا اصل ہدف تو اہل ایمان کو ایمان سے پھیرنا یا ان کے ایمان میں کمزوری لانا ہے۔

# دنیاپرستی

دنیااور آخرت کے بارے میں قرآن مجید اور احادیث میں کافی تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔اہل ایمان اور اہل کفر دُنیا کے بارے میں مختلف نقطہ ہائے نظر کے حامل ہوئے ہیں۔اہل کفر دنیاہی کو اصل زندگی سمجھتاہے اور دنیا کو پانے کے لیے وہ ہر کچھ کر سکتا ہے جب کہ اہل ایمان دنیا کو امتحان گاہ سمجھ کر صرف اسی کو برتتا ہے۔اہل کفر کے لیے دنیا جنت کے مانند ہوتی ہے جبکہ ایمان والے کے لیے دنیا قید خانہ کے مثل ہے۔اس کے باوجود اگر اہل ایمان کے اندر دنیا کے تعلق سے اہل کفر کے اوصاف پیدا ہو جائیں تو یقینی طور پر یہ ایمان کو کمزور کرنے والے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ ۝
الْخٰسِرُوْنَ۔(المنافقون

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں ۔‘‘

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے :

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝١٥
(١٥۔١٦: وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔(ہود اِلَّا النَّارُ ۝ ۖ ۚ

”جو لوگ بس اس دنیا کی زندگی اور اس کی خوش حالی کے طالب ہوتے ہیں۔ ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے جو کچھ انھوں نے دنیا میں بنایا ہوگا ملیا میٹ ہو گیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے“۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر امت کا ایک فتنہ ہوتا ہے۔ میری امت کا فتنہ مال ہے“۔ (ترمذی، کتاب الزھد: ۲۳۳۶)

مصائب و مشکلات

ایمان کے ساتھ آزمائش ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ حقیقی ایمان اور محض دعویٰ ایمان کو جانچتا ہے۔ دونوں کو الگ الگ کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کی صراحت کر دی گئی ہے۔

الٓمّٓ ۝۱ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝۲ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ۔ (العنکبوت: ۱-۲)

”اَلٓمّٓ۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ تو ضرور یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون؟“

ایمان کی خصوصیت ہے کہ وہ مصائب میں صبر کی تلقین کرتا ہے جبکہ کفر کی خاصیت یہ ہے کہ وہ مشکلات میں بے صبری پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ صاحب ایمان بڑے بڑے مصائب کو جھیل لیتا ہے جبکہ کافر مصائب میں جزع فزع کرنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰي وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ۔ (الحج ۱۱:

اور لوگوں میں بعض ایسے ہیں جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتے ہیں، اگر فائدہ حاصل ہوا تو مطمئن ہو گیا اور جو کوئی مصیبت آگئی تو الٹا پھر گیا۔ اس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی۔ یہ ہے صحیح خسارہ۔

حدیث میں ہے کہ ایمان کا حقیقی مزہ آدمی اسی وقت چکھتا ہے جب وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہے۔ آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد ﷺ نبیا۔ (مسلم)

اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ تعالیٰ سے رب کی حیثیت سے راضی ہوا، اسلام سے دین کی حیثیت سے مطمئن رہا اور محمد ﷺ کو نبی کی حیثیت سے راضی ہوا۔

یعنی جیسے بھی حالات ہوں۔ ایمان سے دست بردار نہ ہونا اور اسلام کی تعلیمات پر جم جانا اور رسول ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنا ایمان کی علامت ہے۔

## شکوک وشبہات

شک ایک ایسانفسیاتی اور ذہنی مرض ہے۔اگر دین اور ایمان کے بارے میں یہ مرض لاحق ہو جائے تو اس کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔اسی لیے قرآن مجید میں جگہ جگہ شک سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور ممکنہ شک کا ازالہ کیا گیا ہے۔جو لوگ قرآن مجید کے اللہ تعالٰی کی طرف سے ہونے کے معاملے میں شک کرتے تھے ان سے کہا گیا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

(۲۳ : سورہ البقرہ)

"اور اگر تمہیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے یہ ہماری ہے یا نہیں؟ تو اس کے مانند ایک ہی سورت بنا لائو۔اپنے سارے ہم نوائوں کو بلا لائو۔ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو مدد لے لو۔اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھائو۔"

اس آیت میں شک کا ازالہ انسان کو چیلنج کر کے کیا گیا ہے کہ وہ قرآن کے مثل آیات بنا کر لائیں۔آخرت کے بارے میں بھی ذہنوں میں شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ان کا ازالہ اس طرح کیا گیا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِى الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ۔ (الحج : ۵)

"اگر تمہیں زندگی اور موت کے بارے میں کچھ شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے پھر گوشت کی بوٹی سے جو شکل والی بھی ہوتی ہے اور بے شکل بھی۔ (یہ ہم اس لیے بتا رہے ہیں) تا کہ تم پر حقیقت واضح کر دیں ہم جس (نطفے) کو چاہتے ہیں ایک خاص وقت تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تم کو ایک بچے کی صورت میں نکال لاتے ہیں (پھر تمہیں پرورش کرتے ہیں) تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو۔"

اس آیت میں آخرت کے بارے میں شک کا ازالہ چند حقائق کو بیان کر کے کیا گیا ہے جن کا تعلق خود آدمی کی اپنی ذات ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان اپنی تخلیق پر شک میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ جب وہ اپنے وجود کو تسلیم کرتا ہے تو اپنی دوسری زندگی کے بارے میں شک میں مبتلا ہونا غیر منطقی ہے۔ قرآن مجید میں منافقین کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ شک وشبے میں پڑے ہوئے ہیں۔ نہ خالص کفر کی طرف ہیں نہ خالص ایمان کی طرف بلکہ ان کے اوپر میں تذبذب کی کیفیت طاری ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّمَا يَسۡتَاۡذِنُكَ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَارۡتَابَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ فَهُمۡ فِىۡ رَيۡبِهِمۡ يَتَرَدَّدُوۡنَ۔ (التوبہ: ۴۵)

"ایسی درخواستیں تو صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ اور روز آخر پر ایمان نہیں رکھتے، جس کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے شک ہی میں متردد ہو رہے ہیں۔"

اہل ایمان کی مختلف صفات بیان ہوئی ہیں ان میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ ایمان کے تعلق سے شک میں مبتلا نہیں رہتے۔ ارشاد ہے:

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ لَمۡ يَرۡتَابُوۡا وَجٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ۔ (الحجرات: ۱۵)

سچے مومن وہی لوگ ہیں جنھوں نے اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا پھر ان کے بارے میں شک میں نہ پڑے۔"
۔"اپنے مالوں سے اور جانوں سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا۔ یہی لوگ حقیقت میں سچے ہیں

## مایوسی

ایمان میں کمزوری پیدا ہونے کا ایک سبب مایوسی بھی ہے۔ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے توقعات بھی وابستہ ہو جاتی ہیں۔
اگر یہ توقعات پوری نہ ہوں تو انسان پر مایوسی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر آدمی کا یہ سوچنا کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہوں
تو وہ مجھے دنیا میں خوشحالی عطا کرے گا اور مال و دولت سے نوازے گا، لیکن اگر اس کی یہ توقعات پوری نہ ہوں تو اس کے اندر مایوسی کی
کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے۔ یہ چیز کمزوری ایمان کا باعث ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے کفر کا ایک سبب مایوسی کو قرار دیا۔ جب یہ سراپا کفر کا
:سبب ہو سکتی ہے تو کمزوریٔ ایمان کا سبب کیوں نہیں ہو سکتی۔ ارشاد ہے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَئِسُوا مِن رَّحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ۔ (العنکبوت: ۲۳)

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا اور اس سے ملاقات کا انکار کیا ہے وہ میری رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں۔ اور ان"
۔" کے لئے دردناک سزا ہے

مایوسی کا ایک موقع آزمائشیں بھی ہیں۔ اگر ایمان کے راستے میں آدمی کو سخت آزمائشیں آ پہنچیں تو وہ گھبرا جاتا ہے اور مایوسی
:کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر اس کے ایمان میں کمزوری آنے لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ فَاِذَاۤ اُوۡذِیَ فِی اللّٰہِ جَعَلَ فِتۡنَۃَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰہِ ؕ وَلَئِنۡ جَآءَ نَصۡرٌ مِّنۡ رَّبِّکَ لَیَقُوۡلُنَّ اِنَّا کُنَّا مَعَکُمۡ ؕ اَوَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَعۡلَمَ بِمَا فِیۡ صُدُوۡرِ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔(العنکبوت ۱۰:)

لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر۔ مگر جب وہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں ستایا گیا تو اس نے ” لوگوں کی ڈالی ہوئی آزمائش کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھ لیا۔اب اگر تیرے رب کی طرف سے فتح ونصرت آگئی تو یہی شخص کہے گا کہ ”ہم تو تمھارے ساتھ تھے“ کیا دنیا والوں کے دلوں کا حال اللہ تعالیٰ کو بخوبی معلوم نہیں ہے؟“

## اسباب کا ازالہ

اوپر کمزوری ایمان کے جن اسباب کا ذکر ہوا ہے ان کا ازالہ کیسے کیا جائے؟اس بارے میں تین چار طریقے لازمی اور ضروری ہیں۔ذیل میں ان کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

## شعوری ایمان

ایمان اگر نسلی اور روایتی طور پر ہمارے اندر منتقل ہوا ہو تو کافی امکان ہے کہ مذکورہ اسباب یا ان میں سے کوئی سبب پیدا ہو جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص شعوری طور پر ایمان لایا ہو تو اس کے اندر ان اسباب کا پیدا ہونا مشکل ہو گا۔شعوری طور پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ ایمان کے تعلق سے اس نے غور و فکر کر لیا ہو اور اس پر اپنے دل و دماغ کو مطمئن کر لیا ہو۔تاریخ انسانی میں اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے کے تین طریقے معروف رہے ہیں: ایک طریقہ خالص فلسفیانہ ہے، جس میں محض عقل یا عقلی دلائل کی بنیاد پر خدا کو پانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر یہ طریقہ کامیاب نہیں ہوا۔انسانی عقل نے جتنی بھی قوت لگائی وہ محض ذات واجب الوجود تک پہنچی اس سے آگے اللہ تعالیٰ کی صفات،اس کے احکام اور مرضیات کا علم نہیں ہو سکا۔دوسرا طریقہ اہل تصوف کا ہے، جس میں آدمی دل کے راستے سے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر اس طریقے میں دو بنیادی خامیاں ہیں: پہلی خامی یہ ہے کہ یہ طریقہ سب کے لیے ممکن نہیں ہے جبکہ ایمان کا مطالبہ ہر انسان سے ہے۔دوسری خامی یہ ہے کہ اہل تصوف۔تصوف کے اعلیٰ

مدارج طے کرتے ہیں مگر معاشرے میں کفر وشرک اور معصیت کا ارتکاب کیا جاتا ہے تو اس کو روکنے کے سلسلے میں ان کے پاس کوئی لائحہ عمل نہیں ہوتا۔ تیسرا طریقہ قرآن وحدیث کا ہے جس میں عقل اور دل دونوں کو ساتھ لے کر چلنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں توحید رسالت آخرت پر بہت سے عقلی دلائل دیے گئے ہیں تا کہ دل کے ساتھ عقل بھی مطمئن رہے۔

## ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنا

ازالۂ اسباب کا دوسرا طریقہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن صفات کا حامل ہے
۔ان کا علم حاصل کیا جائے اور ان کے تقاضوں کو سمجھ کر تعمیل کی جائے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کی ایک صفت توحید ہے۔ وہ دوئی کو پسند نہیں کرتا۔ اسی وجہ سے قرآن مجید اور احادیث میں شرک کی سخت مذمت کی گئی ہے اور اس کو نا قابل معافی جرم قرار دیا گیا ہے۔
:اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

(۴۸: وَمَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا۔ (النساء اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ

۔"اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ جسے چاہے گا معاف کر دے گا"

اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نفاق کو بھی ناپسند کرتا ہے۔ نفاق انسانی وجود میں ایک سے زیادہ مراکز کی علامت ہے اور اصلاً
یہ توحید کی ضد ہے۔ نفاق یہ ہے کہ انسان جو کچھ کہتا ہے وہ کرتا نہیں یعنی اس کے اندرون میں اس کے قول کا مرکز کچھ اور ہے اور عمل کا مرکز کچھ اور۔ اس کی آرزو کہیں اور سے آرہی ہے اور جستجو کہیں اور سے فراہم ہو رہی ہے۔ مسلمانوں میں کفر وشرک کی وہ صورتیں کبھی نہیں پائی گئیں جو دوسری ملتوں میں ہیں مگر عہد نبویؐ سے نفاق ان کے تعاقب میں ہے۔ اگر اہل ایمان نفاق یا دوئی سے اپنے آپ کو بچا لیں تو یقیناً ایمان میں کمزوری کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

## ذکر دائمی

ازالۂ اسباب کی ایک صورت اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر دائمی ہے۔ حدیث میں ہے: ''جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا ہے اس کی مثال زندہ اور مردے کی ہے۔ یاد کرنے والا زندہ ہے اور یاد نہ کرنے والا مردہ ہے''۔ (بخاری) یعنی اس کے اندر ایمان کی حرکت وعمل موجود نہیں ہے۔

خدا فراموشی کی کوئی بھی صورت ایمان کو کمزور کرنے والی ہے۔ اسی لئے قرآن وحدیث میں ذکر الٰہی کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ قلبی، لسانی، جہری، سرّی، انفرادی، اجتماعی، نماز، تلاوت قرآن، دعاء، اوراد وغیرہ ان میں سے ہر ایک کی ایک مخصوص شکل ہے۔ ذکر الٰہی کے ان مختلف صورتوں میں ہونے سے اشارہ ملتا ہے کہ انسان سے مطلوب یہ ہے کہ وہ اللہ کا ہر وقت ذکر کرے۔ ذکر کو کسی ایک صورت میں کر دیا جاتا تو اس کے لیے خاص اہتمام کرنا پڑتا۔ قرآن مجید میں اہل ایمان کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے:

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (آل عمران: ۱۹۱)

''وہ (اہل ایمان) اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور زمین اور آسمانوں کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں۔ (اور وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) پروردگار یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے۔ پس اے رب ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے''۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ ○ رجال ○
والابصار۔

(۳۷: سورہ النور)

وہ لوگ (ایمان) تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور اقامت نماز سے اور ادائے زکوۃ سے غافل نہیں"
۔" ہوتے۔ وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس ہیں دل الٹنے اور دیدے پتھرا جانے کی نوبت آجائے گی

محبت الٰہی

ازالہ اسباب کا ایک طریقہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو تمام محبتوں پر غالب کرنا ہے۔ انسان کا نفس اور دل مختلف چیزوں کی
: محبتوں کا مرکز ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے

زین للناس حب الشھوت من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام
(۱۴ : واللہ عندہ حسن المآب۔ (سورہ آل عمران ذلک متاع الحیوۃ الدنیا ○ والحرث ○

لوگوں کے لیے مرغوبات نفس۔ عورتیں، اولاد، سونے، چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں۔"
بڑی خوش آئند بنادی گئی ہیں، مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے پاس
۔" ہے

یقینی طور پر اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو برتنے کے احکام نازل کیے ہیں اور دنیا میں جیتے بھی لا محالہ ان سے واسطہ پڑتا ہے مگر ان کی محبت اگر دل میں سما جائے اور محبت الٰہی پر غالب آجائے تو یہ چیز ایمان کے لیے نقصاندہ ثابت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دوسری آیت میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کو تمام محبتوں پر ترجیح دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ وَاِخۡوَانُكُمۡ وَاَزۡوَاجُكُمۡ وَعَشِيۡرَتُكُمۡ وَاَمۡوَالُ اۨقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَتِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ۔ (التوبہ: ۲۴)

"اے نبیؐ! کہہ دو کہ اگر تمھارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں۔ تم کو اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد سے عذر پر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا"۔

یہ کمزوریٔ ایمان کے اسباب کے ازالے کی کچھ شکلیں تھیں۔ ان کے علاوہ اور بھی کچھ شکلیں ہو سکتی ہیں۔ جیسے قرآن مجید سے خصوصی تعلق، موت کی یاد، سیرت رسول ﷺ اور سیرت صحابہ کرامؓ کا مطالعہ، تاریخ کا مطالعہ جس میں بُری قوموں اور صالح قوموں کا انجام بیان ہوا ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں اپنے ایمان کا جائزہ لینے اور اس کی کمزوریوں کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

*****